147796 ـ اگر منگنی میں ایجاب و قبول ہو تو نکاح ہو جائیگا

سوال

برائے مہربانی مجھے یہ فتوی دیں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ منگنی اور لڑکے لڑکی والوں کا اس عورت کے مہر پر متفق ہو جانا جس سے شادی کرنی ہو مثلا ایك لاکھ ریال پر اتفاق ہو جائے تو اس سے مرد کے لیے وہ عورت حلال ہو جاتی ہے، کیونکہ نکاح پڑھنا تو سنت ہے، یہاں ایجاب و قبول واجب یعنی آدمی کا عورت سے نکاح قبول کرنا واجب ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

منگنی اور عقد نکاح میں فرق ہے: منگنی یہ ہوتی ہے کہ عورت سے نکاح کی رغبت ظاہر کرنے کو خطبہ یا منگنی کہا جاتا ہے، غالب طور پر اس میں عورت کے ولی کی جانب سے ایجاب نہیں ہوتا کیونکہ وہ مہلت لیتا اور جس کا رشتہ طلب کیا گیا ہے اس لڑکی رائے معلوم کرتا ہے، اور بعض اوقات عورت کا ولی شادی کا وعدہ کرلیتا ہے.

لیکن عقد نکاح کے کچھ ارکان اور شروط ہیں: ارکان میں ایجاب و قبول شامل ہے، عورت کے ولی یا اس کے وکیل کی جانب سے ایجاب اور خاوند یا اس کے وکیل کی جانب سے قبول ہوتا ہے.

لہذا اگر باپ ولی ہو تو وہ یہ کہےگا کہ میں نے اپنی فلاں بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کیا، اور خاوند کہےگا میں نے فلاں عورت سے شادی قبول کی.

کشاف القناع میں درج ہے:

" ایجاب و قبول کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا، ایجاب عورت کے ولی یا اس کے قائم مقام کی جانب سے صادر الفاظ کو کہا جاتا ہے "انتہی بتصرف

دیکھیں: کشاف القناع (5/37).

اور بعض فقہاء کرام مثلا حنابلہ نے شرط لگائی ہے کہ قبول پر ایجاب مقدم ہے یعنی پہلے عورت کے ولی کی جانب سے ایجاب ہوگا اور پھر خاوند قبول کریگا "

دیکھیں: المغنی (7 / 61).

اسی طرح عقد نکاح صحیح ہونے کے لیے دو عادل مسلمان افراد کی گواہی بھی ضروری ہے.

دوم:

کچھ نکاح تو بغیر منگنی کے ہی ہو جاتے ہیں، اور عورت کی رضامندی سے دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہو تو اس طرح یہ نکاح ہو جائیگا، پہلے زمانے میں ایسا ہوا کرتا تھا بلکہ اس وقت بھی ہوتا ہے.

یہ نہیں کہا جائیگا کہ نکاح سنت ہے اور صرف ایجاب و قبول واجب ہے، بلکہ ایجاب و قبول ہی عقد نکاح ہے اور یہ کلام سے ہی ہو جاتا ہے اس کے لیے لکھنا اور رجسٹر کرنا شرط نہیں، بلکہ حقوق کی توثیق کے لیے نکاح رجسٹر کرایا جاتا ہے تا کہ حقوق تلف نہ ہوں.

اسی طرح یہ بھی شرط نہیں کہ نکاح کرنے والے نکاح رجسٹرار ہونا چاہیے، بلکہ عورت کے ولی اور خاوند کے درمیان ایجاب و قبول ہو تو نکاح ہو جائیگا.

سوم:

اور اگر منگنی میں ایجاب و قبول ہو جائے اور وہ بعد میں عقد نکاح پر متفق ہوں تو عقد نکاح اس وقت ہو گا جب وہ نکاح کریں گے؛ کیونکہ یہ صراحت ہے کہ منگنی میں جو ہوا ہے وہ عقد نکاح نہیں.

اور اگر منگنی میں ایجاب و قبول ہو اور عقد نکاح کا بعد میں وعدہ نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی انہوں نے اس ذکر تك کیا ہو تو یہاں ان کے ہاں عادت اور رواج کےمطابق عمل کیا جائیگا، کہ اگر ان کے ہاں عادت اور رواج ہو کہ اسے عقد نکاح کے لیے وعدہ شمار کیا جاتا ہو اور عقد نکاح نہیں تو پھر اس سے عقد نکاح نہیں ہوگا.

لیکن اگر ان کے ہاں عادت ہو کہ یہی عقد نکاح شمار ہوتا ہے تو پھر اسے عقد نکاح تسلیم کیا جائیگا.

شیخ ابن علیش مالکی رحمہ اللہ سےدرج ذیل سوال کیا گیا:

درج مسئلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

اگر ایك شخص دوسرے کو اپنی بیٹی یا اپنے بیٹے کے رشتہ کے لیے بھیجے تو اس نے وہ رشتہ قبول کر لیا اور رخصتی کے وقت عقد نکاح کا وعدہ کر لیا اور اسے لباس وغیرہ بھیج دیا، پھر عورت کے گھر والوں کو پیغام بھیجا کہ اس کی رخصتی کر دیں تو انہوں نے لڑکی کو تیار کر کے اس کے ساتھ بھیج دیا اور اس شخص نے بغیر گواہوں اور

عقد کے دخول کر لیا یہ گمان کرتے ہوئے کہ والدین کی جانب سے عقد ہو چکا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اس شخص اور عورت کے مابین علیحدگی کرا واجب ہے اور یہ نہیں کہا جائیگا کہ نکاح فسخ ہو گیا ہے؛ کیونکہ نکاح تو ہوا ہی نہیں، اور اسے استبرا رحم کرنا ہوگا...

تحفہ کی شرح میں علامہ تاودی کہتے ہیں:

" ابو سالم ابراہیم جلالی سے دریافت کیا گیا کہ: لوگوں کی عادت ہے کہ ایك شخص اپنے یا اپنے بیٹے کے لیے کوئی شخص کسی عورت کا رشتہ طلب کرتا ہے تو عورت کے گھر والے وہ رشتہ قبول کر کے رخصتی کی رات عقد نکاح کرنے کا وعدہ کر لیتے ہیں، پھر منگیتر اسے مہندی وغیرہ اور مختلف تقریبات پر لباس وغیرہ بھیجتا ہے، منگنی کے وقت عورتیں وہاں جاتی ہیں اور لوگوں کو بھی علم ہے کہ فلاں عورت نے فلاں شخص سے شادی کی ہے پھر اس شخص کو موت آ جاتی ہے یا کوئی اختلاف پڑ جاتا ہے تو کیا کیا جائیگا ؟

شیخ کے جواب کا ماحاصل یہ ہے:

اگر تو ان کے ہاں یہ عادت ہے کہ منگنی اور اس رشتہ کو قبول کرنا یہ عقد نکاح کے لیے راستہ ہموار کرنا ہے اور عقد نکاح رخصتی کے وقت ہوگا، تو ان کے مابین جو کچھ ہوا اسے لازم نہیں کیا جائیگا، بلکہ یہ تو ایك دوسرے کی طرف میلان ہے تو اس میں نکاح منعقد نہ ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور نہ ہی اس صورت میں نکاح کے احکام مرتب ہونگے.

اور اگر ان کے ہاں یہ عادت ہو کہ یہ عقد نکاح کی جگہ ہوتا ہے .... تو پھر اس نکاح کےمنعقد ہونے میں کوئی اشکال نہیں ، اور اس کے نتیجہ میں نکاح کے احکام مرتب ہونگے.

اور اگر حالت مجہول ہو وہ اس طرح کہ اگر ان سے دریافت کیا جائے کہ: کیا ان کا ارادہ وعدہ کا تھا، یا کہ تنفیذ کا اور وہ کوئی جواب نہ دین تو اس صورت میں المزدغی کا فتوی یہ ہے کہ:

نکاح منعقد ہوگا اور اس کے احکام لاگو ہونگے، لیکن البقینی نے اس کے خلاق عدم نکاح کا فتوی دیا ہے.

پھر تاودی کہتے ہیں: حاصل یہ ہے کہ: اگر تو ان کے ہاں عادت ہو کہ منگنی اور اس رشتہ کو قبول کرنا عقد نکاح شمار کیا جاتا ہو، چاہے خاوند اور ولی کے نائب کی جانب سے ہو اور خاوند اور بیوی دونوں رضامند ہوں تو ظاہر یہی ہوتا ہے کہ اس سے نکاح ہو جائیگا اور نکاح کے احکام مرتب ہونگے اور اگر عادت یہ ہو کہ اس سے صرف رشتہ قبول ہے سکوت یا وعدہ ہو تو پھر عقد نکاح نہیں ہوگا, واللہ اعلم.

عادت کو سکوت کی حالت میں دیکھا جائیگا، لیکن وعدہ کی تصریح کے وقت یعنی جب وعدہ کیا جائے کہ عقد نکاح رخصتی کی رات ہوگا تو پھر نہیں؛ کیونکہ یہ چیز عادت کو منسوخ کرتی ہے، جب اسے عقد نکاح ثابت کیا جائے" انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن علیش (1/ 420) اور التاودی (1 / 17) اور شرح میارة علی الحکام (1 / 155) بھی دیکھیں.

اس وقت غالب یہی ہے کہ لوگ منگنی اور عقد نکاح میں فرق کرتے ہیں.

واللہ اعلم .